بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انفاق فی سبیل اللہ

(اہمیت کے بارہ میں مقدس ارشادات اور ایمان افروز واقعات)

مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب۔امام مسجد فضل لندن

یا ایھا الذین آمنوا انفقوا مما رزقنٰکم من قبل ان یاتی یوم

لا بیع فیہ ولا خلّۃ ولا شَفاء والکافرون ھم الظالمون۔

(سورۃ البقرہ آیت 255)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ وہ ایک **عبد** کے طور پر زندگی گزارتے ہوئے قربِ الہٰی کی سب راہوں کی پیروی کرتا رہے تا کہ جب اس دار العمل سے دار الجزاء کی طرف منتقل ہو تو اپنے مقصدِ حیات میں کامیاب قرار پائے اور رضائے الٰہی کی ابدی جنت میں داخل ہو سکے۔اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے خدا تعالیٰ نے جو ذرائع اور وسائل انسان کو عطاء فرمائے ہیں ان میں سے ایک اہم ذریعہ انفاق سبیل اللہ ہے۔اس مضمون میں، میں اسی موضوع پر چند باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

آیاتِ قرآنیہ:

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے قرآنِ مجید کی صورت میں جو کامل شریعت اتاری اور جس کو ھدیً للناس بھی فرمایا اور بالخصوص ھدیً للمتقین بھی۔اس میں ہر وہ مضمون بڑی وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے جس کی انسان کو اپنا مقصدِ حیات حاصل کرنے کے لئے ضرورت ہو سکتی ہے۔ان مضامین میں سے ایک اہم مضمون راہِ خدا میں اپنے اموال کو خرچ کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔جس طرح تاکید اور وضاحت سے یہ مضمون قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے اس سے انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس راہ کو اختیار کرنے سے ہی انسان اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید کا مطالعہ شروع کرتے ہی یہ آیات کریمہ ہماری توجہ کھینچتی ہیں جو سورۃ البقرہ کی ابتداء میں آئی ہیں۔فرمایا:

ذالک الکتاب لا ریب فیہ۔ ھدیً للمتّقین

(سورۃ البقرۃ 2:3)

کہ یہ قرآن کریم وہ عظیم موعود کتاب ہے جس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں اور یہ متقیوں کے لیے ذریعۂ ہدایت ہے۔ یہاں یہ سوال ذہنوں میں ابھرتے ہیں کہ آخر یہ متقی لوگ کون ہیں اور انسان متقی کیسے بن سکتا ہے۔ان دونوں سوالوں کا جواب

یہ عطا فرمایا:

الذین یومنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنھم ینفقون

(سورۃ البقرۃ 2:4)

کہ متقی وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں

اس میں متقی لوگوں کی جو درحقیقت انجام کار فلاح پانے والے ہیں دو بنیادی علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ان نشانیوں سے ان کو خوب پہچانا جا سکتا ہے اور یہی وہ دو ذرائع بھی ہیں جن سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتے ہوئے انسان بالآخر اپنے مقصدِ حیات کو پانے میں کامیاب ہوجاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت اور قربت کو پالیتا ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے متلاشی اور تقویٰ کی لامتناہی راہوں کے سالک کی ایک نشانی یہ بتائی ہے کہ اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس طرح بسر ہوتا ہے کہ اس پر فنائیت کا مضمون صادق آتا ہے وہ اس حقیقت کا خوب عرفان رکھتا ہے کہ اس نے جو کچھ پایا محض اور محض خدا تعالیٰ کے فضل سے پایا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نکتۂ معرفت کو کیا خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے۔

سب کچھ تیری عطا ہے، گھر سے تو کچھ نہ لائے

اس محکم یقین پر پوری طرح قائم ہونے کے بعد ایک بندۂ مومن کی ساری زندگی اس انداز میں گذرتی ہے کہ وہ اپنی ہر شے کو عطاء الٰہی یقین کرتے ہوئے پوری بشاشت اور خوش دلی کے ساتھ، پورے انشراح اور یقین کے ساتھ، راہ خدا میں خرچ کرتا ہے اور خرچ کرتا چلا جاتا ہے۔اپنی جان، مال، وقت، عزّت اور اپنی خداد قوت واستعداد کا ایک ایک ذرہ اس راہ میں قربان کرتا چلا جاتا ہے اور سب کچھ قربان کر دینے کے بعد ، اس کے دل کی گہرائیوں سے یہی آواز اٹھتی ہے کہ

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اس مضمون کو نہایت عارفانہ رنگ میں یوں بیان فرمایا ہے:

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پہ نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اسے دے چکے مال و جاں بار بار

ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

دینی ضروریات کی خاطر راہِ خدا میں اپنے اموال کو خرچ کرنے کا مضمون قرآن مجید میں بہت کثرت کے ساتھ بیان ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے بار باراس کی تاکید فرمائی ہے اور یہ وعدہ دیا کہ عالم الغیب خدا تمہاری ہر مالی قربانی کو خوب دیکھنے اور جاننے والا ہے اور وہ وہاب خدا ہے جو اس نیکی کی جزا گن گن کر نہیں بلکہ بے حساب دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے اپنی جزاء کو لامتناہی رنگ میں بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انفاق فی سبیل اللہ کو جہاد قرار دیتے ہوئے تجارت کے رنگ میں ذکر فرمایا ہے۔فرمایا:

یا یھا الذین امنو ھل ادلکم علی تجارۃٍ تنجیکم من عذابٍ الیم ہ تومنون باللہ و رسولہ و تجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ط ذلکم خیرلکم ان کنتم تعلمون ہ یغفرلکم ذنوبکم و یدخلکم جنتٍ تجری من تحتھا االانھر و مسکن طیبۃً فی جنت عدن ط ذالک الفوز العظیم ہ واخری تحبونھا ط نصر من اللہ و فتح قریب ط وبشر المومنین ہ

(سورۃ الصّف 61:11-14)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع نہ کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے بچائے گی؟ تم (جو) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو، یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کر دے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں اور ایسے پاکیزہ گھروں میں بھی جو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہیں یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ ایک دوسری (بشارت بھی) جسے تم بہت چاہتے ہو۔ اللہ کی طرف سے نصرت اور قریب کی فتح ہے۔ پس تو مومنوں کو خوشخبری دیدے۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے راہِ خدا میں خرچ کرنے کی برکات کا بڑی جامعیت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ دنیا میں ملنے والے انعامات، خدائی نصرت اور فتوحات کا بھی ذکر ہے اور آخرت میں عذابِ الیم سے نجات، گناہوں کی مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی ابدی جنتوں میں داخلہ کی نوید سنائی ہے۔ ظاہر ہے کہ مالی قربانیوں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے یہ سب افضال اس مجاہد فی سبیل اللہ کو ملتے ہیں اور اسکی جھولیاں دنیا و آخرت میں ان نعمتوں سے بھرپور رہتی ہیں۔ اسی مضمون کا ذکر اس دوسری آیتِ کریمہ میں بھی ہے جس میں فرمایا:

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ ط

(سورۃ التوبہ 9:111)

''یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں تا کہ اس کے بدلہ میں انہیں جنت ملے''

جس انسان کو صادق الوعد خدا تعالیٰ کی طرف سے جیتے جی جنت کی بشارت مل جائے وہ یقیناً اپنی منزل کو پا گیا۔ اسی آیت کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ نے مالی قربانیاں کرنے والے مجاہدین کو کتنے قطعی الفاظ میں بشارت دی ہے کہ اپنے خون پسینہ سے کمائے ہوئے رزقِ حلال کو میری رضا کی خاطر قربان کرنے والو! میں تمہیں کہتا ہوں:

فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ ط وذالک ھو الفوز العظیم ہ

(سورۃ التوبہ 9:111)

''کہ تم اپنے سودے پر خوش ہو جاؤ جو تم نے اپنے ساتھ کیا ہے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے''

ہمارے خدائے رحمٰن و رحیم کا ہم پر کس قدر احسان ہے کہ اسی نے ہمیں پیدا کیا، اسی نے زندگی دی، اسی نے مال کمانے کی طاقت اور توفیق عطاء کی اور جب اسی کے فضل اور اسی کی عنایت سے کمائی ہوئی دولت کا ایک حصہ اسی کی خاطر قربان کیا جاتا ہے تو وہ ذرہ نواز خدا اتنا خوش ہوتا ہے کہ جنت کی بشارت عطاء فرماتا ہے۔ لاریب ایک بندۂ مومن کے لئے اس سے بڑھ کر اور کونسی نعمت ہے جو فوز عظیم کہلا سکتی ہے؟

احادیثِ نبویہّ:

چند آیاتِ قرآنیہ سے اکتسابِ فیض کے بعد آیئے اب ہم ان ارشادات سے برکت اور راہنمائی حاصل کرتے ہیں جو ہمارے محبوب آقا حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ ﷺ کے بیان فرمودہ ہیں۔ آنحضور ﷺ ایسے امّی نبی ہیں کہ آپؐ نے کسی انسان سے علم نہیں سیکھا، علیم و خبیر خدا خود آپؐ کا معلم تھا۔ معلمِ حقیقی نے آپ کو وہ علوم و معارف سکھائے کہ آپ کُل دنیا کے ہادی اور راہنما بن گئے۔ مالی قربانیوں کے موضوع پر بھی آپؐ نے اپنی امت کی بے نظیر راہنمائی فرمائی۔ چند ارشادات بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ ایک ایک ارشاد توجہ سے سننے اور یاد رکھنے کے لائق ہے۔

☆ ایک حدیثِ قدسی میں مذکور ہے کہ ''اے ابنِ آدم! تو دل کھول کر راہِ خدا میں خرچ کر، اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر خرچ کرے گا۔'' (مسلم کتاب الزکاۃ حدیث نمبر 2308 باب الحث علی النفقۃ و تبشیر المنفق بالخلف)

☆ فرمایا ''قابلِ رشک ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور پھر اس کے برمحل خرچ کرنے کی بھی غیر معمولی توفیق اور ہمت بخشی'' (بخاری کتاب الزکاۃ باب انفاق المال فی حقہ)

☆ فرمایا ''دولت مند وہ نہیں جس کے پاس زیادہ مال ہو بلکہ حقیقی دولت مند تو وہ ہے جو دل کا غنی ہو یعنی راہِ خدا میں دل کھول کر خرچ کرتا ہو'' (ترمذی ابواب الزھد، باب ماجاء ان الغنی غنی النفس)

☆ فرمایا ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے''

(ترمذی باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ)

☆ فرمایا ”نیکی کے تمام دروازوں میں سے بہترین دروازہ صدقہ وخیرات کرنا ہے“

(المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث 12663، کنز العمال رقم الحدیث 16015)

☆ فرمایا ”ہر روز صبح سویرے دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ! راہِ خدا میں خرچ کرنے والے کو بہتر بدلہ عطا کر اور اس کے نقشِ قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! مال روکنے والے کے لیے ہلاکت اور بربادی مقدر کر دے“

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب: قول اللہ تعالیٰ: فاما من اعطی واتقی۔ اللھم اعط منفق مال خلفاً)

(جو لوگ نیک اور صالح اولاد کی نعمت سے محروم ہیں ان کے لیے اس حدیث میں ایک عظیم نصیحت ہے
”اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما“)

☆ فرمایا ”تمہارا اصل مال وہی ہے جو خدا کی راہ میں خرچ کر کے آگے بھجوا چکے ہو۔ جو پیچھے باقی رہ گیا ہے وہ تو وارثوں کا مال ہے“ (مسلم کتاب الزکاۃ باب بیان ان افضل الصدقۃ الصحیح الشحیح حدیث نمبر 2383)

☆ فرمایا ”مسلمان آدمی کا صدقہ کرنا عمر بڑھاتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے“ (کنز العمال رقم الحدیث 16062)

☆ فرمایا ”ہر امت کی ایک آزمائش ہوتی ہے۔ میری امت کی آزمائش مال میں ہے“

(ترمذی کتاب الزھد باب ماجآء ان فتنۃ ھذہ الامۃ فی المال)

☆ فرمایا ”اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دیا کرے گا۔ اپنے روپئوں کی تھیلی کا منہ بخل کی وجہ سے بند کر کے نہ بیٹھ جانا ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا۔ جتنی طاقت ہے دل کھول کر خرچ کرو“

(بخاری کتاب الزکاۃ باب التحریص علی الصدقۃ والشفاعۃ فیھا ایضاً باب الصدقۃ فیما استطاع)

قرآن مجید اور احادیث سے ملنے والی یہ راہنمائی اس حقیقت کو خوب آشکار کرتی ہے کہ دین کی ضروریات کے لیئے مالی قربانی قربِ الٰہی اور رضائے الٰہی پانے کا ایک قطعی اور یقینی ذریعہ ہے۔ ان مالی قربانیوں کے نتیجہ میں ایک طرف ان کو اللہ تعالیٰ کا پیار نصیب ہوتا ہے تو دوسری طرف رحیم وکریم خدا اسی دنیا میں ایسے مخلص بندے کو نوازنا شروع کر دیتا ہے۔ اپنی جناب سے اس کی جھولیاں فضلوں سے بھر دیتا ہے۔ بے حساب عطا کرتا ہے۔ اس کی مشکلات اور پریشانیوں کو دور کرتا ہے۔ اسکی زندگی میں برکت دیتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اس کو اسی زندگی میں جنت کی سی کیفیت بھی عطاء کر دیتا ہے اور خود اس کی ضروریات اور حاجات کا متکفل ہو جاتا ہے۔ راہِ خدا میں مالی قربانیاں کرنے والوں کے لیے آخرت میں جنت کا حتمی وعدہ صادق الوعد خدا نے دے رکھا ہے جس میں کسی قسم کا تخلف ممکن نہیں۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے بعض ارشادات:

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریرات اور ملفوظات میں انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور بار بار اپنے ماننے والوں کو اس کی اہمیت، افادیت اور ضرورت سے آگاہ فرمایا ہے۔ اس

وسیع ذخیرہ سے میں چند نمونے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔
علم و معرفت اور روحانی تاثیر کے اعتبار سے ان زوردار ارشادات کا بہت عظیم مقام ہے۔بس ایسے دلوں کی ضرورت ہے جو ان کلمات کو اپنے نہاں خانۂ دل میں جگہ دیں ۔آپؑ فرماتے ہیں:

☆☆☆

’’سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو **ما دام الحیات** وقف کردے۔تاکہ وہ حیاتِ طیبہ کا وارث ہو۔‘‘ (الحکم جلد 4 صفحہ 29 مورخہ 16 اگست 1900 صفحہ 3)

☆☆☆

’’اصل رازق خدا تعالیٰ ہے۔وہ شخص جو اس پر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا۔وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے توکل کرنے والے شخص کے لئے رزق پہنچاتا ہے۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکل کرے میں اس کے لئے آسمان سے برساتا اور قدموں میں سے نکالتا ہوں۔پس چاہئے کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔‘‘
(ملفوظات جلد 9 صفحہ 36)

☆☆☆

’’جو شخص ۔۔۔ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا میں امید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی۔بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔پس چاہئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کرکے پورے اخلاق اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس کی راہ میں خرچ کریں تو اِس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا۔۔۔اور خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کردیا ہے کہ واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا۔
یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کرسکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔صرف ایک سے محبت کرسکتے ہو۔پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کرکے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسکے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا ۔لیکن جو شخص مال سے محبت کرکے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔
یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے۔بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو۔بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لیے بلاتا ہے۔۔۔میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرہ محتاج نہیں۔ہاں تم پر یہ اس کا

خاص فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقعہ دیتا ہے۔''　　　　(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 496-498)

☆☆☆

''میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا کہ اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے اور امساک اس سے اس طرح دور ہو جاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے۔۔۔ اگر تم کوئی نیکی کا کام بجالاؤ گے اور اس وقت کوئی خدمت کرو گے تو اپنی ایمانداری پر مہر لگادو گے۔ اور تمہاری عمریں زیادہ ہوں گی اور تمہارے مالوں میں برکت دی جائے گی۔''　　　　(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 498۔499)

☆☆☆

''ہمارے نزدیک سب سے بڑی ضرورت آج اسلام کی زندگی ہے۔ اسلام ہر قسم کی خدمت کا محتاج ہے۔ اس کی ضرورتوں پر ہم کسی ضرورت کو مقدّم نہیں کر سکتے۔ آج سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اور بَن پڑے اسلام کی خدمت کی جاوے۔ جس قدر روپیہ ہو وہ اسلام کی احیاء میں خرچ کیا جاوے۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 327)

☆☆☆

''ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے..... ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہئے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے..... ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہنچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 38)

☆☆☆

ایک جامع ارشاد:

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> ''یہ زمانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے اس میں ایک جہاد مالی قربانیوں کا جہاد بھی ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر نہ اسلام کے دفاع میں لٹریچر شائع ہو سکتا ہے، نہ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہو سکتے ہیں، نہ یہ ترجمے دنیا کے کونے کونے میں پہنچ سکتے ہیں۔ نہ مشن کھولے جا سکتے ہیں، نہ مربیان، مبلغین تیار ہو سکتے ہیں اور نہ مربیان، مبلغین جماعتوں میں

بھجوائے جاسکتے ہیں۔نہ ہی مساجد تعمیر ہوسکتی ہیں۔نہ ہی سکولوں،کالجوں کے ذریعہ سے غریب لوگوں تک تعلیم کی سہولتیں پہنچائی جاسکتی ہیں۔نہ ہی ہسپتالوں کے ذریعہ سے دکھی انسانیت کی خدمت کی جاسکتی ہے۔پس جب تک دنیا کے تمام کناروں تک اور ہر کنارے کے ہر شخص تک اسلام کا پیغام نہیں پہنچ جاتا اور جب تک غریب کی ضرورتوں کو مکمل طور پر پورا نہیں کیا جاتا اس وقت تک یہ مالی جہاد جاری رہنا ہے۔اور اپنی اپنی گنجائش اور کشائش کے لحاظ سے ہر احمدی کا اس میں شامل ہونا فرض ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31مارچ 2006 مطبوعہ الفضل لندن 21اپریل2006)

مالی قربانیوں کے ایمان افروز نمونے:

انسان کو اللہ تعالیٰ نے کچھ اس طرح سے بنایا ہے کہ کبھی وہ خدائی فرمان کو سن کر ایسا متاثر ہوتا ہے کہ یک لخت اس کی کایا پلٹ جاتی ہے۔حضرت عمر کے بارہ میں آتا ہے کہ کان وقافاً عندالقرآن کہ وہ قرآن مجید کی آیات سن کر فوراً تابع فرمان ہوتے ہوئے رک جایا کرتے تھے۔حضرت ابوبکر کی زبانی آیت کریمہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (آل عمران 3:145) سن کر حضرت عمر پر کیا گزری؟ سونتی ہوئی تلوار ہاتھ سے گر پڑی اور کھڑا ہونا بھی مشکل ہوگیا۔کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فرمان نبوی کان میں پڑتا ہے اور زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوجاتا ہے۔گلی میں راہ چلتے صحابی کے کان میں رسولِ خدا ﷺ کی آواز پڑی کہ بیٹھ جاؤ۔وہ براہ راست مخاطب بھی نہ تھے لیکن وہیں گلی میں بیٹھ گئے۔شراب کا دور چل رہا تھا اعلان سنائی دیا کہ شراب آج سے حرام کردی گئی ہے۔غلبۂ خمر کے باوجود ایک صحابی اٹھے اور لاٹھی سے شراب کے مٹکے کو چکنا چور کردیا۔دراصل نیکی کے ہر میدان میں اطاعت کا یہی مقام ہر مومن کو حاصل کرنا چاہیے۔اسی غرض سے تربیتی تقاریر میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ارشادات کو بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی برکت سے مومنوں کے دلوں میں ایک پاکیزہ تبدیلی اور حرکت پیدا ہو۔۔۔اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان عملی مثالوں سے بہت متاثر ہوتا ہے اور نیک اثر قبول کرتا ہے۔

انسان بالطبع نمونہ کا محتاج ہے اور دوسروں کے نیک نمونوں سے اس کے دل میں بھی نیکی کی تمنائیں بیدار ہوتی اور اسے بھی اسی رنگ میں رنگین ہونے پر مستعد کرتی ہیں۔رسولِ پاک ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ وہ شخص حقیقت میں بہت ہی سعادت مند ہے جو دوسروں کے نیک نمونوں سے نصیحت پکڑتا ہے۔اس پُرحکمت اصول کی روشنی میں میں مالی قربانیوں کے چند نمونے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔اس امید اور دعا کے ساتھ

"شاید کہ اتر جائے کسی دل میں مری بات"

قرونِ اولیٰ کی مثالیں:

آیئے ابتداء کرتے ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی مثالوں سے جنہوں نے نورِ محمدیؐ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی سعادت پائی، آپؐ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور واقعی آپ کی ہدایات کو اپنی زندگیوں کا کچھ اسطرح حصہ بنالیا کہ وہ سب کے سب آسمانِ ہدایت پر ستاروں کی طرح جگمگاتے نظر آتے ہیں۔ یہی ہیں وہ خوش قسمت صحابہ جن سے خدا راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوئے اور جن کے نمونے کو رسولِ پاک ﷺ نے ہمیشہ کے لئے قابلِ تقلید قرار دیا۔

☆☆☆

انفاق فی سبیل اللہ کے واقعات سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ صحابہ کرام نے اِس اسلامی تعلیم پر جس طرح دل وجان سے عمل کیا وہ تاریخ عالم میں بے مثل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک غزوہ کے موقع پر نصف مال پیش کر دیا اور سوچا کہ میں اس میدان میں سب پر سبقت لے گیا ہوں۔ تھوڑی دیر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور اپنا سارا مال پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔

☆☆☆

انفاق فی سبیل اللہ اور مسابقت کی یہ دلفریب ادائیں صحابہ کرام نے اپنے اور ہمارے محبوب آقا، معلمِ کل جہاں ، حضرت محمد مصطفٰے ﷺ سے سیکھیں۔ آپؐ ہی نے ان کے دلوں کو روحانی پاکیزگی عطا فرمائی اور پھر ان دلوں میں راہِ خدا میں اپنے اموال بے دریغ قربان کرنے کا بیج بویا۔ جب یہ بیج پھل لاتا اور انفاق فی سبیل اللہ اور ایثار کا کوئی مظاہرہ آپؐ کی نظروں کے سامنے آتا تو آپؐ کا چہرۂ مبارک خوشی سے تمتما اٹھتا۔ ایک کسان کی طرح جو اپنی سرسبز اور لہلہاتی ہوئی کھیتی کو دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھتا ہے۔ اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔

حضرت جریرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک غریب قوم کے لوگ حاضر ہوئے جو ننگے پاؤں اور ننگے بدن تھے۔ ان کی حالت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپ نے صحابہ کو جمع کر کے خطاب کیا اور ان کے لئے صدقہ کی تحریک فرمائی۔ صحابہ نے دینار، درہم، کپڑے، جَو اور کھجور صدقہ کیا یہاں تک کہ کپڑوں اور غلے کے دو ڈھیر جمع ہو گئے۔ حضرت جریر کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ یہ منظر دیکھ کر سونے کی ڈلی کی مانند چمک رہا تھا۔

(صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقہ)

☆☆☆

جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ

لن تنالو االبر حتی تنفقوا مما تحبّون (سورۃ آل عمران آیت 93)

''کہ تم ہرگز نیکی نہ پاسکو گے جب تک تم ان چیزوں میں سے خرچ نہ کرو گے، جن سے تم محبت کرتے ہو''

تو اس کے بعد وفا شعار صحابہ کا طرزِ عمل دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ وہ اپنی ہر محبوب ترین چیز کو راہِ خدا میں قربان کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ انصارِ مدینہ میں سب سے زیادہ باغات حضرت طلحہ کے پاس تھے۔ بیرحاء نامی ایک باغ آپ کا محبوب ترین باغ تھا۔ یہ مسجد نبوی کے سامنے تھے اور حضور ﷺ اکثر وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس باغ کا ٹھنڈا اور میٹھا پانی آپ کو بہت مرغوب تھا۔ یہ آیت اتری تو حضرت ابوطلحہ نے فی الفور یہ باغ اللہ کی رضا کی خاطر صدقہ کے طور پر پیش کر دیا

☆☆☆

حضرت ابنِ عمرؓ نے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری تو میں نے غور کیا کہ مجھے اپنے اموال میں سب سے زیادہ پسندیدہ مال کون سا ہے ؟ میں نے اپنی رومی لونڈی سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ پائی۔ اس پر میں نے اسی وقت اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔

(حلیۃ الاولیاء جلد 1 صفحہ 295)

☆☆☆

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا واقعہ بھی عجیب ایمان افروز واقعہ ہے اور ان کے سچے جذبات کی خوب عکاسی کرتا ہے۔ ایک دفعہ بیمار ہوئے اور مچھلی کھانے کو بہت دل چاہا۔ لوگوں نے بڑی مشکل سے ایک مچھلی تلاش کی۔ پکا کر ان کے سامنے رکھا۔ ابھی ایک لقمہ بھی نہ لیا تھا کہ دروازہ پر ایک مسکین نے صدا دی۔ آپ نے فوراً ساری کی ساری مچھلی اٹھا کر اسے دیدی۔ لوگوں نے اصرار سے کہا کہ آپ مچھلی کھا لیں۔ اس مسکین کو ہم رقم دے دیتے ہیں جس سے وہ اپنی ضرورت پوری کر لے گا لیکن حضرت عمر نے فرمایا کہ اس وقت میرے لیے یہی مچھلی سب سے زیادہ پسندیدہ اور مرغوب ہے اور میں اسے ہی صدقہ کروں گا۔

(حلیۃ الاولیاء جلد 1 صفحہ 297)

☆☆☆

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنر تھے۔ ان کو بیت المال سے پانچ ہزار دینار ملتے تھے۔ آپ کا طریق یہ تھا کہ رقم ملتے ہی ساری کی ساری راہِ خدا میں قربان کر دیتے اور اپنا گزارہ چٹائیاں بُن کر چلاتے تھے۔

(الاستیعاب جلد 2 صفحہ 572)

☆☆☆

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ اور حضرت اسماء سے زیادہ کسی کو سخی نہیں دیکھا۔ دونوں کا اندازِ قربانی مختلف تھا۔ حضرت عائشہؓ تو تھوڑا تھوڑا کر کے مال جمع کرتیں اور جب کچھ مال جمع ہو جاتا تو سب کا سب تقسیم کر دیتیں۔ مگر حضرت اسماء کا طریق یہ تھا کہ وہ تو کوئی چیز اپنے پاس رکھتی ہی نہ تھیں۔

(الادب المفرد باب السخاوۃ)

☆☆☆

ایک بار رسول خدا ﷺ نے عورتوں کو راہ خدا میں قربانی کرنے کی نصیحت فرمائی۔ ابھی آپ واپس گھر نہیں پہنچے تھے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی بیوی آگئیں اور عرض کیا کہ میرے پاس جس قدر زیورات ہیں وہ سب کے سب لے آئی ہوں اور راہِ خدا میں پیش کرتی ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الزکٰوۃ)

یہ چند مثالیں بطور نمونہ ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ رسولِ پاک ﷺ کی پاک نظر ان صحابہ کے وجودوں پر کچھ ایسا کام کر گئی کہ وہ اپنے آپ سے کھوئے گئے۔ انہوں نے فنا فی اللہ اور انفاق سبیل اللہ کے وہ نمونے دکھائے جن کی نظیر ملنا محال ہے۔

☆☆☆

دورِ حاضر کی مثالیں:

اور آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اس دورِ آخرین میں جو حضرت رسولِ پاک ﷺ کے غلامِ کامل اور عاشقِ صادق کا بابرکت دور ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا اور یہ سعادت عطا فرمائی کہ ہم نے یہ زمانہ پایا جس کی راہ تکتے تکتے لاکھوں کروڑوں انسان اس دنیا سے گذر گئے۔ حضرت مسیح الزمان، مہدی دوراں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے قرونِ اولیٰ کے صحابہ کے نقوشِ پا کی کچھ اس فدائیت سے پیروی کی کہ ان کے آقا نے انہیں جیتے جی یہ نوید سنا دی کہ

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

ان صحابہ کرام اور تابعین کرام کی مثالیں کوئی دور کی بات نہیں۔ ان میں سے بعض خوش نصیبوں کو دیکھنے کا شرف ہم میں سے بعض نے پایا اور بہت سے ایسے تابعین ہیں کہ جو آج اس دور میں ہمارے درمیان موجود ہیں اور اپنے پیش رو صحابہ کے رنگ میں رنگین ہیں آیئے دیکھیں کہ اسلام کے ان فدائیوں نے مالی قربانیوں کے میدانوں میں کس کس انداز میں روشن مینار تعمیر کیے ہیں۔

☆☆☆

راہِ خدا میں خرچ کرنا ایک بات ہے لیکن ایسا کرتے ہوئے بے پناہ فدائیت، ایثار اور مسابقت کا جذبہ بھی ساتھ ہو تو ایسی قربانیوں کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ بالکل ابتدائی زمانہ کی بات ہے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو ایک اشتہار شائع کرنے کے لیئے ساٹھ روپے کی ضرورت تھی۔ آپ نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ سے فرمایا کہ ضرورت فوری ہے۔ کیا ممکن ہے کہ آپ کی جماعت اس ضرورت کو پورا کر سکے؟ حضرت منشی صاحب نے حامی بھری اور مسیح پاک علیہ السلام کی بات سن

کر سیدھے گھر گئے۔اپنی بیوی کا زیور بیچ کر فوری طور پر مطلوبہ رقم لا کر حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ چند روز بعد حضرت منشی اروڑے خان صاحب ملنے آئے اور حضور نے کپورتھلہ جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ آپ لوگوں نے بہت بروقت مدد کی۔اس پر یہ راز کھلا کہ منشی ظفر احمد صاحب نے تو جماعت کے کسی دوست سے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔کتنی جانثاری اور کتنی خاکساری اور کتنی بے نفسی ہے اس واقعہ میں!

روایت میں آتا ہے کہ حضرت منشی اروڑے خان صاحب کو مالی خدمت کے اس نادر موقع سے محرومی کا اس قدر شدید قلق تھا کہ آپ کافی عرصہ تک حضرت منشی ظفر احمد صاحب سے ناراض رہے۔کیا شان ہے اس ناراضگی کی۔وجہ صرف یہ تھی کہ سارا ثواب آپ نے ہی لے لیا اور ہمیں اس ثواب میں حصہ دار نہ بنایا!

(اصحاب احمد جلد 6 صفحہ 72)

☆☆☆

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے واقعہ سے جو ابھی آپ نے پڑھا، دورِ آخرین کے حضرت میاں شادی خان صاحبؓ کی یاد آجاتی ہے۔سیالکوٹ کے لکڑی فروش، بہت متوکل انسان تھے۔تنگدست تھے لیکن دل کے بادشاہ۔اس فدائی انسان کا نمونہ یہ تھا کہ انہوں نے ایک موقعہ پر اپنے گھر کا سارا ساز وسامان فروخت کر کے تین سو روپے حضور کی خدمت میں پیش کر دیئے۔اُس زمانہ کے لحاظ سے یہ بہت بڑی قربانی تھی۔حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ایک مجلس میں اس پر اظہارِ خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا کہ میاں شادی خان نے تو اپنا سب کچھ پیش کر دیا۔اور

''درحقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 315)

میاں شادی خان صاحب نے سنا تو سیدھے گھر گئے۔ ہر طرف نظر دوڑائی۔سارا گھر خالی ہو چکا تھا صرف چند چارپائیاں باقی تھیں۔فوری طور پر ان سب کو بھی فروخت کر ڈالا اور ساری رقم لا کر حضور کے قدموں میں ڈال دی اور حضور کے منہ سے نکلی ہوئی بات لفظاً لفظاً پوری کر دی!

(مکتوباتِ احمدیہ جلد پنجم صفحہ 142۔143)

اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس فدائی خادم کو کس طرح نوازا۔ان کی وفات ہوئی تو ان کی آخری آرام گاہ بہشتی مقبرہ میں ایسی جگہ بنی جو بعد ازاں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مزارِ مبارک سے چند گز کے فاصلہ پر بنی جو بعد ازاں مقدس چاردیواری کے اندر آگئی!

☆☆☆

انفاق فی سبیل اللہ کی توفیق کسی انسان کو تب ہی ملتی ہے جب اس کو توکل علی اللہ کی نعمت نصیب ہو۔اس تعلق میں

حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کا خوبصورت نمونہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔آپ کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

''ہمارے گھر میں خرچ نہ تھا۔ میرے والد صاحب نے میری والدہ سے پوچھا: آٹا ہے؟ کہا نہیں۔ مال ہے؟ جواب نفی میں ملا۔ انیدھن ہے؟ وہی جواب تھا۔ جیب میں ہاتھ ڈالا۔ صرف دو روپے تھے۔ فرمانے لگے: اس میں تو اتنی چیزیں پوری نہیں ہوسکتیں۔ اچھا میں ان دو روپوں سے تجارت کرتا ہوں۔ وہ دو روپے کسی غریب کو دے کر خود نماز پڑھنے چلے گئے۔ راستہ میں اللہ تعالیٰ نے دس روپے بھیج دیئے۔ واپس آ کر فرمایا: ''لو میں تجارت کر آیا ہوں۔ اب سب چیزیں منگوا لو۔ اللہ کی راہ میں مال دینے سے گھٹتا نہیں' بڑھتا ہے''

(انعامات خداوند کریم صفحہ 221-222 تصنیف حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی)

☆☆☆

حضرت مسیحِ پاک علیہ السلام کے صحابہ میں مالی قربانیوں کا جذبہ ایسا راسخ ہو چکا تھا کہ اس کے نئے سے نئے انداز اختیار فرماتے۔ ایک چھوٹی سی مثال پیش کرتا ہوں جس میں بے پناہ جذبۂ قربانی جھلکتا نظر آتا ہے۔

حضرت مسیحِ موعودؑ کے ایک صحابی سائیں دیوان شاہ صاحب اپنے بار بار قادیان آنے کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں۔

''میں چونکہ غریب ہوں۔ چندہ تو دے نہیں سکتا۔ قادیان جاتا ہوں تا کہ مہمان خانہ کی چار پائیاں بُن آؤں اور میرے سر سے چندہ اتر جائے۔''

(اصحاب احمد جلد 13 صفحہ 9)

☆☆☆

مال ہو تو اس کی طلب اور خواہش کے باوجود دینی ضروریات کو مقدم کرنا اور راہ خدا میں خرچ کرنا یقیناً بہت ہمت کی بات ہے اور ثوابِ عظیم کا موجب۔ لیکن مالی تنگی کے باوجود خدا کی راہ میں خرچ کرنا بلکہ اپنا سب کچھ پیش کر دینا واقعی صبر اور قربانی کا انتہائی بلند مقام ہے۔ حضرت مسیحِ موعودؑ کے ایک اور صحابی کی مثال پیش کرتا ہوں جن سے ملنے کی سعادت اس عاجز کو حاصل ہے۔ حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ امرتسر میں تھے کہ حضور کی طرف سے چندہ لینے والے پہنچ گئے۔ نقد رقم تو موجود نہ تھی۔ آپ کے پاس اس وقت کنستر میں صرف آدھ سیر کے قریب آٹا تھا۔ آپ نے وہی پیش کر دیا اور وہ ساری رات آپ اور آپ کے اہل و عیال نے فاقہ سے گذار دی!

(الفضل 18 جنوری 1977ء)

☆☆☆

مالی قربانی کی عظمت کا معیار اس کی مقدار نہیں بلکہ وہ خلوص، جذبہ اور نیت ہے جس سے وہ قربانی پیش کی جاتی ہے۔

حضرت مرزا عبدالحق صاحب مرحوم ایڈووکیٹ سرگودھا نے ایک احمدی سقہ (ماشکی) کا یہ واقعہ بارہا جگہ جگہ بیان فرمایا کہ اس کا کام شہر کی نالیاں صاف کرنے والے کارکنان کے لئے اپنی مشک سے پانی ڈالنا تھا۔ اس کی ماہانہ آمد (اس زمانہ میں) صرف 32 روپے بنتی تھی۔ وہ اس آمد میں سے ہر ماہ 20 روپے بڑی باقاعدگی سے بطور چندہ ادا کرتا تھا اور باقی صرف بارہ روپے میں اپنے خاندان کا گزارہ کرتا تھا۔ لاریب قربانی کا یہ معیار بہت ہی قابل رشک ہے اور بہتوں کے لئے درس نصیحت ہے۔

☆☆☆

قادیان کے ایک درویش کا عاشقانہ انداز قربانی ایسا ہے کہ روح پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ شمس الدین صاحبؓ درویش جسمانی طور پر معذور تھے سارا وقت ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں پڑے رہتے۔ نظام وصیت ۱۹۰۵ میں شروع ہوا۔ یہ ۱۹۱۹ میں اس میں شامل ہوئے لیکن اس اپاہج اور معذور لیکن دل کے غنی اور فدا کار کا نمونہ دیکھئے کہ آپ نے ۱۹۰۱ سے چندہ وصیت دینا شروع کیا۔ اور نہ صرف ساری زندگی ادا کیا بلکہ آئندہ سالوں کا چندہ بھی دیتے رہے اور ۱۹۹۰ تک کا چندہ وصیت ادا کر دیا جبکہ ان کی وفات ۱۹۵۰ میں ہوگئی۔ گویا وہ تصویری زبان میں کہہ رہے تھے کہ کاش میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت اولین احمدیوں میں شامل ہوتا اور کاش میں ۱۹۹۰ تک زندگی پا کر اسلام کی خدمت کرتا چلا جاتا۔ قربانی کا یہ بے مثال جذبہ ایک ایسے شخص کا ہے جو معذور تھا۔ چل پھر بھی نہ سکتا تھا، پہلو تک نہیں بدل سکتا تھا۔ زبان میں بھی لکنت تھی لیکن اس فدائی کا دل کتنا متحرک اور جذبۂ قربانی سے پُر تھا۔

(بحوالہ وہ پھول جو مرجھا گئے از چوہدری فیض احمد گجراتی حصہ اول صفحہ 60 تا 62)

☆☆☆

انتہائی نازک اور مشکل حالات میں، دلی جذبات کو قربان کرتے ہوئے، راہ خدا میں قربانی پیش کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ اس کے بے شمار نمونے تاریخِ احمدیت میں جا بجا جگمگاتے نظر آتے ہیں۔ حضرت قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے حضرت مسیحِ موعودؑ کے زمانہ کا ایک واقعہ یوں بیان کیا کہ

’’وزیر آباد کے شیخ خاندان کا ایک نوجوان فوت ہوگیا۔ اس کے والد نے کفن دفن کے لئے ۲۰۰ روپے رکھے ہوئے تھے۔ حضرت مسیحِ موعود نے لنگر خانہ کے اخراجات کے لئے تحریک فرمائی۔ ان کو بھی خط گیا تو انہوں نے حضرت مسیحِ موعود کو رقم بھجوانے کے بعد لکھا کہ میرا نوجوان لڑکا طاعون سے فوت ہوا ہے میں نے اس کی تجہیز و تکفین کے واسطے مبلغ ۲۰۰ روپے تجویز کئے تھے جو ارسالِ خدمت کرتا ہوں اور لڑکے کو اس کے لباس میں دفن کرتا ہوں‘‘

(رسالہ ظہور احمد موعود صفحہ 70۔71 مطبوعہ 30 جنوری 1955)

☆☆☆

کیا یہ ممکن ہے کہ کسی شخص کی زندگی میں یہ مرحلہ آجائے کہ اسے کہا جائے کہ اب تمہیں مزید مالی قربانی کرنے کی

ضرورت نہیں؟ بظاہر تو یہی لگتا ہے کہ ایسا ممکن نہیں کیونکہ جماعتی ضروریات اور منصوبے تو آگے سے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ جماعتی تاریخ میں ایک شخص ایسے بھی گزرے ہیں جن کی غیر معمولی نمایاں اور بے لوث قربانیوں کو دیکھتے ہوئے واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ اب انہیں مزید مالی قربانیوں کی ضرورت نہیں ۔ یہ بزرگ شخصیت حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی تھی جن کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ان کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔ حضرت صاحب کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جبکہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا۔ اور اس میں روپیہ کی سخت ضرورت تھی ۔حضرت صاحب نے دوستوں کو تحریک کی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں۔لنگر خانہ دو جگہوں پر ہو گیا ہے۔ایک قادیان میں اور ایک گورداسپور میں ۔اس کے علاوہ مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے۔لہذا دوست امداد کی طرف توجہ دیں۔ جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی دن ان کو تنخواہ تقریباً ۴۵۰ روپے ملی تھی وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت آپ کی خدمت میں بھیج دی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ گھر کی ضروریات کے لیے رکھ لیتے ۔تو انہوں نے کہا کہ خدا کا نبی کہتا ہے کہ دین کے لیے ضرورت ہے تو پھر اور کس کے لئے رکھ سکتا ہوں ۔غرض ڈاکٹر صاحب تو دین کے لئے اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ اور انہیں کہنا پڑا کہ اب ان کو قربانی کی ضرورت نہیں''

(روزنامہ الفضل 11 جنوری 1927)

☆☆☆

مردوں کی مالی قربانیوں کا ذکر ہو رہا ہے۔حق یہ ہے کہ جماعت کی خواتین بھی اس مالی جہاد میں مردوں کے دوش بدوش بلکہ بعض صورتوں میں مردوں سے بھی آگے رہتی ہیں ۔ مسجدوں کی تعمیر کے موقع پر جس طرح مرد اپنی جیبیں خالی کرتے اور تنخواہوں کے لفافے بند کے بند چندے میں دے دیتے ہیں، عورتیں بھی اپنے طلائی زیورات اسی والہانہ انداز میں چندہ میں پیش کرتی ہیں جیسے ان قیمتی زیورات کی کوڑی برابر بھی قیمت نہ ہو۔شادی کے زیورات کے ڈبے، بند کے بند، خلیفہ وقت کے قدموں میں رکھ دیتی ہیں۔

☆☆☆

میں ان واقعات کا چشم دید گواہ ہوں کہ مانچسٹر میں جب بیت الفتوح لندن کے سلسلہ میں تحریک کی گئی تو ایک نوجوان حاضرین میں سے اٹھ کر آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا۔اس نے وہ لفافہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے گزشتہ ماہ کی تنخواہ ملی ہے۔ میں نے ابھی اس لفافہ کو کھولا بھی نہیں ۔ مسجد کے بارہ میں تحریک سن کر یہ لفافہ بند کا بند پیش کرتا ہوں۔

☆☆☆

اسی مجلس میں ایک اور نوجوان کا نمونہ بھی ناقابل فراموش ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ایک شاندار مثال ہے۔ تحریک سن کر وہ سٹیج پر آیا اور ایک لفافہ پیش کرتے ہوئے کہنے لگا کہ چند دنوں بعد میری شادی ہونے والی ہے میں نے ولیمہ کے لئے 500 پاؤنڈ بچا کر رکھے ہوئے ہیں۔ خدا کا گھر بنانے کی تحریک سن کر دل میں خیال ہے کہ ولیمہ کا انتظام تو خدا تعالیٰ کسی نہ کسی طرح کر دے گا۔ خدمتِ دین کے اس واقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دوں۔ میری طرف سے یہ ساری رقم مسجد کے لئے قبول کر لیں۔

☆☆☆

اسی موقع کا ایک اور بہت ہی ایمان افروز واقعہ ہے۔ مسجد کی تعمیر کی مبارک تحریک کرنے کے بعد جب میں نے وعدوں کی لسٹ پر نظر ڈالی تو سب سے زیادہ وعدہ ایک احمدی خاتون کا تھا۔ میں نے تقریر میں اس کا ذکر کر دیا اور مردوں کو توجہ اور غیرت دلائی۔ ایک دوست نے خاتون کے دس ہزار پاونڈ کے مقابل پر پندرہ ہزار کا وعدہ کر دیا۔ چند لمحوں میں اسی خاتون کی طرف سے چٹ آئی کہ میرا وعدہ بیس ہزار پاؤنڈ لکھ لیں۔ میں نے جب اس کا اعلان کیا تو اس مرد نے اپنا وعدہ فوراً بڑھا کر اکیس ہزار پاؤنڈ کر دیا۔ مومنانہ مسابقت کا ایک ایمان افروز نظارہ تھا۔ ہر ایک منتظر تھا کہ دیکھیں اب کیا بنتا ہے۔ فوراً ہی اس مخلص خاتون کی طرف سے ایک اور چٹ موصول ہوئی جس کے مضمون نے سب مردوں کو لا جواب کر کے رکھ دیا۔ لکھا تھا کہ اب اس طرح بار بار وعدے بڑھانے کا موقع نہیں۔ میری طرف سے نوٹ کر لیا جائے کہ مسجد کی تعمیر کی خاطر ساری جماعت میں سے جو کوئی بھی سب سے زیادہ وعدہ لکھوائے گا۔ میرا وعدہ ہر صورت میں اس سے ایک ہزار پاؤنڈ زیادہ ہو گا! مسابقت بالخیرات کا کیا ہی قابل رشک نمونہ ہے جو ایک احمدی خاتون نے دکھایا!

☆☆☆

محترمہ کریم بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم منشی امام دین صاحب کی مثال بھی عجیب شان کی حامل ہے۔ آپ مالی حالات کی ناسازگاری کے باوجود ہمہ وقت مالی قربانی کی راہیں تلاش کرتی رہتی تھیں اور منتظر رہتی تھیں کہ کب مالی قربانی کا کوئی نیا موقع پیدا ہو اور وہ اس پر سب سے پہلے لبیک کہیں۔ آپ کا غیر معمولی جذبہ قربانی اس واقع سے عیاں ہوتا ہے کہ جب انہوں نے وصیت کے سب واجبات ادا کرنے کے بعد حصہ جائیداد کی ساری رقم بھی ادا کر دی تو ہوا یوں کہ دفتر کی غلطی کی وجہ سے وہ ساری کی ساری رقم کسی اور مدّ میں داخل کر دی گئی۔ اور ایک عرصہ کے بعد اس غلطی کا پتہ لگا۔ اس غلط اندراج کا ازالہ کاغذات میں درستی کے ذریعہ بآسانی ہوسکتا تھا لیکن اس مخلص خاتون نے یہ پسند نہ کیا کہ ادا کردہ رقم کو نکال کر صحیح مدّ میں درج کر دیا جائے۔ انہوں نے ایک دفعہ ادا کردہ حصہ جائیداد کے برابر ساری کی ساری رقم دوبارہ ادا کر کے اپنا حساب بے باق کر دیا!

(اصحاب احمد جلد 1 صفحہ 162)

☆☆☆

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم سے جماعت کے مردوں اور عورتوں کو مالی قربانیوں کے میدانوں میں غیر معمولی رنگ میں حیران کن نمونے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ امراء کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت عطا فرمائی کہ وہ دل کھول کر، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر، اپنی خداداد دولت قربان کرتے چلے جاتے ہیں اور غریب بھی اپنی نیک اور مخلصانہ، بے تاب تمناؤں کے لحاظ سے کسی سے پیچھے نہیں۔ بے شمار واقعات میں سے ایک نادر واقعہ پیش کرتا ہوں۔

قادیان کے ابتدائی زمانہ کی بات ہے۔ خلافت ثانیہ میں ایک غریب خاتون کی قربانی کا واقعہ میری والدہ ماجدہ مرحومہ نے کئی بار سنایا۔ حضرت مصلح موعودؓ مالی قربانی کی تحریک فرمارہے تھے اور یہ غریب اور نادار خاتون اس بات پر بے چین ہورہی تھی کہ مالدار لوگ تو قربانیاں کررہے ہیں اور میں محروم رہی جاتی ہوں۔ سخت بے چینی میں اٹھ کر گھر آئی۔ گھر کی چیزیں بیچ کر تو پہلے ہی چندہ دے چکی تھی، صحن میں مرغی نظر آئی وہی لاکر حضور کے سامنے پیش کردی۔ پھر بے تاب ہو کر گھر گئی اور دو تین انڈے اٹھا کر لے آئی۔ قربانی کا جذبہ اتنا شدید تھا کہ آرام سے بیٹھنا مشکل ہورہا تھا۔ ادھر حضرت مصلح موعودؓ کا خطاب جاری تھا۔ وہ اٹھی اور گھر آ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ کچھ ملے تو جا کر وہ بھی پیش کردوں۔ خاوند ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر بیٹھا تھا اس نے کہا کہ اب کیا ڈھونڈتی ہو، گھر میں تو کچھ بھی نہیں رہا۔ اس خدا کی بندی نے جو اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کرنے کی قسم کھا چکی تھی بڑے غصہ سے کہا:

”چپ کر کے بیٹھے رہو۔ میرا بس چلے تو میں تمہیں بھی بیچ کر چندہ میں دیدوں!“

(احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟ صفحہ ۴۹)

اختتامیہ:

عشاقِ اسلام کی یہ قربانیاں اور ان کی فدائیت کے یہ ایمان افروز نمونے ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ ایک ایک واقعہ ہمیں دعوتِ عمل دے رہا ہے کہ ان واقعات کو پڑھ کر ایک لمحہ کے لیے خوش ہوجانے اور سر دھننے پر ہی بس نہ کردیں بلکہ ان پاک نمونوں کو اپنی زندگیوں میں بھی جاری وساری کردکھائیں۔ اس راہ پر چلنے والوں نے تو اپنی منزل کو پالیا۔ اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم بھی مالی قربانی کی ان راہوں پر پوری وفا کے ساتھ آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں اور قربانیوں کے جس علَم کو ہمارے آباؤ اجداد نے سرنگوں نہیں ہونے دیا ہم بھی اپنی جانیں فدا کردیں، اپنے اموال قربان کردیں، لیکن احمدیت کے نام پر ہرگز ہرگز کوئی آنچ یا دھبہ نہ آنے دیں!

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ دنیا عارضی اور چندروزہ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک نے ایک دن اس عارضی ٹھکانہ کو پیچھے چھوڑ کر آخرت کا سفر اختیار کرنا ہے۔ سوچنے اور فکر کرنے کی بات یہ ہے کہ ہم نے اس سفرِ آخرت کے لیے کیا زادِراہ تیار کیا ہے؟

اگر کسی کے ذہن میں یہ ہو کہ میں اپنی جائیدادیں ،محلات ،اپنی دولتیں اور اپنی جاگیریں اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا تو اُس شخص سے زیادہ نادان اور جاہل کون ہوسکتا ہے۔اس دنیا میں آنے والا ہر شخص خالی ہاتھ آتا ہے اور خالی ہاتھ ہی جاتا ہے۔دنیا کے یہ سب اموال،سب جائیدادیں،حتیٰ کہ بیوی، بچے ،رشتہ دار اور دوست،سب اسی دنیا میں رہ جاتے ہیں۔مرنے والے کے ساتھ اگر کوئی چیز اُس دنیا میں جاتی ہے اور آخرت میں اُس کو کوئی فائدہ دے سکتی ہے تو وہ اُس کے نیک اعمال ہیں۔

ان نیک اعمال میں دیگر نیکیوں کے علاوہ مالی قربانیوں کا ایک بلند مقام ہے۔اگر اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال کو خوش دلی کے ساتھ راہِ خداہ میں خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کی دولت حاصل کر لی جائے تو یہ قربانی ضرور وہ زادِراہ ہے جو آخرت میں انسان کے ساتھ جاتا ہے اور یہی وہ سچی اور حقیقی دولت ہے جو میدانِ حشر میں بھی اس کی دستگیری کرے گی۔حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ نے کیا خوب فرمایا ہے:

یہ زر و مال تو دنیا ہی میں رہ جائیں گے

حشر کے روز جو کام آئے وہ زر پیدا کر

پس ہم میں سے کوئی اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو کہ دنیا کی دولت آخرت میں اس کے کام آئے گی۔عقلمند اور کامیاب وہ شخص ہے جو اس فانی دولت کو راہِ خدا میں قربان کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کی ابدی اور لازوال دولت خرید لیتا ہے اور اس وسوسہ میں کبھی مبتلا نہیں ہوتا کہ مال خرچ کرنے سے دولت کم ہو جاتی ہے۔یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے۔حق یہ ہے کہ راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے دولت کم نہیں ہوتی بلکہ بے انداز بڑھتی چلی جاتی ہے۔حضرت مسیح موعودؑ ایک فارسی شعر میں فرماتے ہیں:

زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمی گردد

خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کبھی کوئی غریب نہیں ہوتا۔اگر انسان اس راہ میں جوان مردی اور ہمت دکھائے تو خدا خود اُس کا معین و مددگار ہو جاتا ہے۔

خدائے رحمان و رحیم کی جنتِ نعیم کے ہر طلبگار کا فرض ہے کہ وہ صادق الوعد خدا کے وعدوں پر کامل یقین رکھتے ہوئے مالی قربانیوں کے سب میدانوں میں اس شان سے آگے سے آگے بڑھتا چلا جائے کہ اِسی زندگی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ خوش خبری سن لے کہ

”فاد خلی فی عبادی وادخلی جنتی“

کہ آؤ میرے بندو! میری راہ میں اپنے آپ کو فدا کرنے والو! دوڑتے ہوئے آؤ اور میری رضا کی ابدی جنتوں میں داخل ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس زمرۂ ابرار میں شامل فرمائے۔آمین

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين